اچھا ہی ہے کہ جان نہیں ورنہ شاید ہم سے بہتوں کی طرح دو ٹانگوں کا مقصد صرف ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھے رہنا ہوتا

اور آج ایک درمیانہ درجہ کے بینکر یا سٹور کے مالک ہوتے اور " ان کی داستاں بھی نہ ہوتی داستانوں میں "۔

بہت دن پہلے مزاج کے کسی اچھے لمحے میں مجھے کہہ بیٹھے کہ میں ایک کتاب لکھ رہا ہوں اس کے لئے چند لفظ لکھ دو ۔اور میرا جواب " کیوں نہیں " کہ انکار کرنا ہم نے سیکھا ہی نہیں ۔ میں ایک پیشہ ور مسافر اور ہوائ میزبان ہوں ۔ ابھی معاشرہ ہمارا انکار سہنے کی تاب نہیں رکھتا اور پھر فلائٹ سٹورڈ کا انکار ۔ توبہ توبہ ۔ امجد صاحب نہیں سہتے ۔مگر تب یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ہمیں ہی "درد کے سفر " پرہی لے نکلیں گے

سفر تو ہر شئے کھرے کھوٹے جھوٹے سچے کی پہچان کروا دیتا ہے ۔سرکارِ دو عالم نے صدیق کا لقب کسی سچے کو دیا تھا جس سے یہ اپنا رشتہ جوڑتے ہیں ۔ اور آج کہہ رہے ہیں کہ " آؤ میری انگلی پکڑ کر درد کہ سفر پر نکلو "پہچان ہو ہی جائے گی کہ کتنے سچے ہیں ۔

میں تو اتنا جانتا ہوں کہ اس ویل چیئر کی محدودیت **(constrain)** نے ان کی صلاحیتوں لامحدود کر دیا ہے ۔ ان کی روشنی ان کونوں تک بھی پہنچی جہاں پہلے اندھیرا تھا ۔ بہت سوں کا ھاتھ پکڑ کر چلنا سکھایا ۔قدرت نے دوپاؤں لے کر بہت سی پاؤں کو ان کا ساتھی بنا دیا ۔ ورنہ آج وہ مایوسی کی گہرائیوں میں گم ہو چکے ہوتے ۔

زندگی کی تلخیوں نے ان کو مقابلے کا حوصلہ دیا ۔ نہ صرف مقابلہ کیا بلکہ کامیاب بھی ہوئے آج بھی جب کوئ ان کی کامیابیوں کو نظر انداز کرتا کہ تو تمام تلخیاں نکل کر باہر آ جاتی ہیں ۔

مجھ سمیت بہت سے لوگ سب کچھ ہونے کے باوجود " مولا میرا دل بدلدے " کے منتظر رہتے ہیں ۔ یہ تو ہونے کا نہیں جب تک میں خود نہ بدلنا چاہوں ۔ تو اُٹھیں "درد کے سفر " پر نکلیں ۔ کہ درد ہی زندگی کی ابتدا ہے ۔ یقین نہ آئے تو کتاب پڑھ کر دیکھ لیں

Hassan Tarmizee Senior Staff PIA